سورة الماعون

﴿ آیاتها ۷ ﴾ ﴿ ۱۰۷ سُوْرَةُ الْمَاعُوْنِ مَكِّيَّةٌ ۱۷ ﴾ ﴿ رکوعها ۱ ﴾

یہ سورت مکی ہے(1)؛ یہ عطا، حضرت جابر اور حضرت ابن عباس کے دو قولوں میں سے ایک قول ہے اور حضرت ابن عباس کے دوسرے قول کے مطابق یہ مدنی ہے؛ یہ قتادہ اور دوسرے علماء کا قول ہے۔ اس کی سات آیات ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ۝ فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ ۝ وَ لَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ۝ وَ يَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ۝

”کیا آپ نے دیکھا اس کو جو جھٹلاتا ہے (روز) جزا کو۔ پس یہی وہ (بدبخت) ہے جو دھکے دے کر نکالتا ہے یتیم کو اور نہ ہی برانگیختہ کرتا ہے (دوسروں کو) کہ غریب کو کھانا کھلائیں۔ پس خرابی ہے ایسے نمازیوں کے لیے جو اپنی نماز (کی ادائیگی) سے غافل ہیں وہ جو ریاکاری کرتے ہیں اور (مانگے بھی) نہیں دیتے روزمرہ استعمال کی چیز“۔

اس میں چھ مسائل ہیں:

شان نزول

مسئلہ نمبر 1۔ اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ۝ یہاں دین سے مراد آخرت میں جزا اور حساب ہے سورۂ فاتحہ میں یہ بات پہلے گزر چکی ہے۔ اَرَءَيْتَ میں دوسرے ہمزہ کو ثابت رکھا گیا ہے کیونکہ اَرَءَيْتَ، رَيْتَ نہیں پڑھا جاتا۔ لیکن ہمزہ استفہام نے دوسرے ہمزہ کو الف سے بدل کر تسہیل پیدا کی ہے۔ زجاج نے ذکر کیا ہے: اس کلام میں حذف ہے معنی ہے بتاؤ تو جو آدمی روز جزا کو جھٹلاتا ہے کیا وہ درست ہے یا غلطی پر ہے؟ یہ آیت کس کے حق میں نازل ہوئی اس میں اختلاف ہے۔ ابو صالح نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ سورت عاص بن وائل سہمی کے حق میں نازل ہوئی؛ یہ کلبی اور مقاتل نے کہا۔ ضحاک نے ان سے یہی روایت نقل کی ہے کہ یہ سورت دو منافقوں کے حق میں نازل ہوئی۔ سدی نے کہا: یہ ولید بن مغیرہ کے حق میں نازل ہوئی(2)۔ ایک قول یہ کیا گیا: یہ ابوجہل کے حق میں نازل ہوئی۔ ضحاک نے کہا: یہ عمرو بن عائذ کے حق میں نازل ہوئی(3)۔ ابن جریج نے کہا: یہ حضرت ابوسفیان کے حق میں نازل ہوئی(4) وہ ہر ہفتہ اونٹ ذبح کیا کرتا تھا ایک یتیم نے اس سے کوئی چیز طلب کی تو ابوسفیان نے اسے اپنے ڈنڈے سے مارا تو اللہ تعالیٰ نے اس سورت کو نازل فرمایا۔

1۔ زاد المسیر، جلد 8، صفحہ 328　2۔ ایضاً　3۔ ایضاً　4۔ ایضاً

یَدُعُّ کا معنی دھکے دیتا ہے جس طرح ارشاد فرمایا: یَوْمَ یُدَعُّوْنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا (الطور) یہ بحث پہلے گزر چکی ہے ضحاک نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ معنی ہے وہ یتیم کو حق دینے کی بجائے اسے دھکے دیتا ہے۔ قتادہ نے کہا: اس کا معنی ہے وہ اس پر ظلم و زیادتی کرتا ہے معنی قریب قریب ہے۔ سورۃ النساء میں پہلے یہ بات گزر چکی ہے کہ وہ عورتوں اور چھوٹے بچوں کو وراثت میں سے کچھ بھی نہیں دیا کرتے تھے وہ کہتے تھے: مال اس کے لیے جائز ہے جو نیزے چلاتا ہے اور تلوار سے وار کرتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے: من ضم یتیما من المسلمین حتی یستغنی فقد وجب له الجنة(1) جس نے کسی یتیم کو اپنے ساتھ ملایا یہاں تک کہ وہ غنی ہو گیا تو اس کے لیے جنت واجب ہو گئی۔ یہ معنی کئی مواقع پر گزر چکا ہے۔

بخل کی وجہ سے مسکین کو نہ دینا قابل مذمت ہے

مسئلہ نمبر 2۔ وَ لَا یَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِیْنِ وہ بخل اور جزا کو جھٹلانے کی وجہ سے مسکین کو کھانا کھلانے کا حکم نہیں دیتا یہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی طرح ہے: وَ لَا یَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِیْنِ (الحاقہ) یہ بحث پہلے گزر چکی ہے۔ یہ مذمت عام نہیں کہ یہ اسے بھی شامل ہو جس نے عاجز ہوتے ہوئے اسے ترک کیا ہو بلکہ وہ تو بخل کرتے ہیں اور اپنے بارے میں عذر خواہی کرتے ہیں اور کہتے ہیں: اَنُطْعِمُ مَنْ لَّوْ یَشَآءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗۤ (یٰس: 47) کیا ہم اسے کھلائیں اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو انہیں کھلاتا۔ ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی اور مذمت بھی انہیں کی طرف متوجہ ہوئی۔ کلام کا معنی یہ بنے گا اگر قادر ہوں تو ایسا نہیں کرتے اگر تنگ دست ہوں تو برانگیختہ نہیں کرتے۔

کن نمازیوں کی ہلاکت ہے؟

مسئلہ نمبر 3۔ فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ الَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ان کے لیے عذاب ہے۔ پہلے بھی کئی مواقع پر یہ بحث گزر چکی ہے۔ ضحاک نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے: نہ اس سے مراد وہ نمازی ہے اگر وہ نماز پڑھے تو وہ ثواب کی امید نہ رکھے اگر اسے چھوڑ دے تو اس پر عقاب کا خوف نہ ہو۔ ان سے یہ بھی مروی ہے: اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو نمازوں کو ان کے اوقات سے موخر کرتے ہیں۔ مغیرہ نے ابراہیم سے یہ قول نقل کیا ہے: وہ وقت ضائع کرنے کے ساتھ لاپرواہی کرتے ہیں۔ ابو العالیہ سے مروی ہے: وہ نمازوں کو ان کے اوقات میں نہیں پڑھتے اور ان کے رکوع و سجود کو مکمل نہیں کرتے۔

میں کہتا ہوں: اس پر اللہ تعالیٰ کا فرمان فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ (مریم: 59) ان کے بعد ایسے لوگ آئیں گے جو نماز کو ضائع کریں گے۔ جیسے اس کا بیان پہلے گزر چکا ہے۔ ابراہیم سے مروی ہے: اس سے مراد وہ ہے جو سجدہ کرتا ہے تو اپنے سر کو اس طرح کھڑا کر لیتا ہے متوجہ ہوتے ہوئے۔ قطرب نے کہا: وہ نہ قراءت کرتا ہے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود کی قراءت میں سَاهُوْنَ کی جگہ لاهون کا لفظ ہے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: سستی کرتے ہوئے جو نماز میں اس کے وقت سے تاخیر

1۔ مسند امام احمد حدیث نمبر 19025

کرتے ہیں (1)۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اس سے مراد منافق ہیں جو مخفی حالت میں نماز ترک کرتے ہیں اور علانیہ اس کو پڑھتے ہیں جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو سستی کرتے ہوئے کھڑے ہوتے ہیں الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ۝ اس چیز پر دال ہے کہ یہ آیت منافقین کے بارے میں ہے؛ یہ ابن وہب نے امام مالک سے روایت نقل کی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: اگر کلام ہوتی فی صلاتھم ساھون تو یہ مومنین کے حق میں ہوتی۔ عطا نے کہا: الحمد للہ۔ اس نے عَنْ صَلَاتِهِمْ فرمایا ہے فی صلاتھم نہیں فرمایا۔ زمخشری نے کہا: اگر تو پوچھے عَنْ صَلَاتِهِمْ اور فی صلاتھم میں کیا فرق ہے؟ تو میں کہوں گا: عَنْ کا معنی ہے وہ نماز سے غفلت کرتے ہیں وہ اسے ترک کرتے ہیں اس کی طرف بہت کم توجہ کرتے ہیں۔ یہ منافقوں کا اور مسلمانوں میں شاطر فاسقوں کا طرز عمل ہے اور فی کا معنی ہے کہ سہو نماز میں انہیں لاحق ہو جاتا ہے خواہ شیطان کی جانب سے وسوسہ ہو یا ذہن کسی طرف متوجہ ہو جائے یہ ایسی صورت ہے کوئی مسلمان اس سے خالی نہیں ہوتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نماز میں سہو واقع ہوا کسی اور کی کیا حیثیت ہے۔ اسی وجہ سے فقہاء نے اپنی کتابوں میں سجدہ سہو کے ابواب شامل کیے ہیں۔

ابن عربی نے کہا: سہو سے سلامت رہنا محال ہے (2) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ اپنی نماز میں بھولے وہ آدمی جو اپنی نماز میں نہیں بھولتا تو وہ ایسا آدمی ہے جو اس میں تدبر نہیں کرتا، اس کی قراءت کو نہیں سمجھتا اس کا مقصود صرف اس کی تعداد میں ہوا کرتا ہے یہ ایسا آدمی ہے جو چھلکا تو کھا لیتا ہے اور مغز پھینک دیتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں اس لیے بھولتے تھے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے بڑی ذات میں غور و فکر کر رہے ہوتے تھے یہ کسی طرح بھی نہیں ہو سکتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں اس لیے بھولتے ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شیطان کے وساوس کی طرف متوجہ ہوتے ہوں جب شیطان نمازی کو یہ کہے: فلاں بات یاد کرو، فلاں بات یاد کرو جن کو وہ پہلے یاد نہیں کرتا یہاں تک کہ آدمی بھٹک جاتا ہے کہ اس نے کتنی رکعت نماز پڑھی۔

ریا اور اس کی حقیقت

مسئلہ نمبر 4۔ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ۝ وہ لوگوں کو دکھاتا ہے کہ وہ طاعت کے طور پر نماز پڑھتا ہے جب کہ وہ تقیہ کے طور پر نماز پڑھ رہا تھا جس طرح فاسق کرتا ہے۔ وہ خیال کرتا ہے کہ وہ عبادت کی غرض سے نماز پڑھ رہا تھا حالانکہ وہ اس لیے نماز پڑھ رہا تھا تا کہ اسے یہ کہا جائے کہ وہ نماز پڑھتا ہے۔ ریا کی حقیقت یہ ہے دنیا میں جو کچھ ہے اسے عبادت کے ذریعے طلب کرنا۔ اس کی اصل یہ ہے کہ لوگوں کے دلوں میں مقام و مرتبہ کی طلب کرنا۔ (۱) اس کا ابتدائی مرحلہ اچھی شہرت ہے اس کے ذریعے جاہ و ثنا چاہتا ہے (۲) چھوٹے اور کھردرے کپڑوں کے ذریعے ریا تا کہ اس کے ذریعے وہ دنیا میں زہد حاصل کرے (۳) زبان سے ریا کہ دنیا داروں پر ناراضگی کا اظہار کرے اور جو وہ خیر و طاعت کو چھوڑتا ہے اس پر تاسف کا اظہار کرے اور وعظ کرے (۴) نماز اور صدقہ کو ظاہر کرنا یا اچھے انداز میں نماز پڑھنا تا کہ لوگ دیکھیں۔ اس کی بحث بڑی طویل ہے یہ چیز اس پر دلیل ہے؛ ابن عربی نے یہی کہا ہے (3)۔

1۔ معالم التنزیل، جلد 5، صفحہ 633 2۔ احکام القرآن لابن العربی، جلد 4، صفحہ 1983 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 1984-1983

میں کہتا ہوں: سورۃ النساء، ہود اور کہف کے آخر میں ریا، اس کے احکام اور اس کی حقیقت کے بارے میں گفتگو گزر چکی ہے۔ جو کافی وشافی ہے۔ الحمدللہ۔

فرائض میں اظہار ریا نہیں بلکہ نوافل کا اظہار ریا ہے

مسئلہ نمبر 5۔ اگر عمل فرض ہو تو اسے اعلانیہ کرنے کے ساتھ بندہ ریا کرنے والا نہیں ہوتا کیونکہ فرائض کے حقوق میں سے یہ ہے کہ وہ ان کا اعلان کرے اور ان کی تشہیر کرے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ولا غمۃ فی فرائض اللہ(1) اللہ تعالیٰ کے فرائض میں کوئی اخفا نہیں، کیونکہ یہ اسلام کی علامات اور دین کے شعائر ہیں۔ اس کا تارک مذمت اور ناراضگی کا مستحق بنتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ ان اعمال کے اظہار کے ساتھ تہمت کو دور کیا جائے۔ اگر وہ اعمال نفلی ہیں تو پھر ان کا حق یہ ہے کہ ان میں اخفا کیا جائے کیونکہ ان کے ترک کی وجہ سے نہ ملامت کی جاتی ہے اور نہ ہی مذمت کی جاتی ہے اگر وہ ان کو اس لیے ظاہر کرتا ہے تاکہ اس کی اقتدا کی جائے تو یہ اچھا ہوگا۔ ریا اس وقت ہوگا جب عمل ظاہر کرنے سے مقصد یہ ہو کہ آنکھیں دیکھیں اور صالحیت کے حوالے سے اس کی تعریف کی جائے۔ بعض علماء سے مروی ہے کہ اس نے ایک آدمی کو سجدہ شکر کرتے ہوئے دیکھا تو اس نے سجدہ لمبا کیا تو اس نے کہا: اگر تیرے گھر میں یہ عمل ہوتا تو کتنا اچھا ہوتا۔ اس نے یہ بات اس لیے کی تھی کیونکہ اس میں ریا اور شہرت کی علامت تھی۔ سورۃ البقرہ میں یہ معنی گزر چکا ہے اور کئی مواقع پر بھی یہ بحث گزر چکی ہے۔ الحمدللہ۔

مسئلہ نمبر 6۔ وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ ۝ ماعون میں دس اقوال ہیں۔

اموال کی زکوٰۃ

(۱) اس سے مراد ان کے اموال کی زکوٰۃ ہے؛ ضحاک نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہی روایت نقل کی ہے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح مروی ہے(2)؛ امام مالک نے بھی یہی کہا ہے: اس سے مراد منافق ہے جو زکوٰۃ ادا نہیں کرتا۔ ابو بکر بن عبدالعزیز نے امام مالک سے روایت نقل کی ہے کہا: منافق جب نماز پڑھتا ہے تو ریا کاری کرتے ہوئے نماز پڑھتا ہے اگر نماز اس سے فوت ہو جاتی ہے تو اس پر کسی شرمندگی کا اظہار نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ نے ان پر جو زکوٰۃ فرض کی ہے وہ اسے روک لیتا ہے، زید بن اسلم نے کہا: اگر نماز بھی ان کے لیے مخفی ہوتی جس طرح زکوٰۃ ان کے لیے مخفی ہے تو وہ اسے نہ پڑھتے۔

مال

(۲) ماعون سے مراد مال ہے؛ یہ قریش کی لغت ہے؛ یہ ابن شہاب اور سعید بن مسیب کا نقطہ نظر ہے۔

تمام منافع

(۳) یہ ایسا اسم ہے جو گھر کے تمام منافع کو جامع ہے جس طرح کلہاڑا، ہنڈیا، آگ اور اس جیسی چیزیں؛ یہ حضرت ابن مسعود کا

1۔ تفسیر کشاف، جلد 4، صفحہ 290 2۔ زاد المسیر، جلد 8، صفحہ 330

قول ہے۔ حضرت ابن عباس سے بھی یہ مروی ہے اعمش نے کہا: بأجود منه بماعونه وہ اپنے گھر کے سامان کے ساتھ زیادہ سخاوت کرنے والا ہے۔

جاہلیت میں مراد منفعت اور اسلام میں طاعت اور زکوٰۃ

(۴) زجاج، ابوعبیدہ اور مبرد نے کہا: دور جاہلیت میں ماعون اسے کہتے جس میں کوئی منفعت ہوتی جیسے کلہاڑا، ہنڈیا، ڈول، پیالہ خواہ اس میں تھوڑی منفعت ہوتی یا زیادہ منفعت ہوتی (1)۔ انہوں نے اس بارے میں اعمش کے اشعار پڑھے علماء نے کہا: اسلام میں ماعون سے مراد طاعت اور زکوٰۃ ہے اور ایک چرواہے کے اشعار پڑھے:

أَخَلِيفَةَ الرَّحْمٰنِ إِنَّا مَعْشَرٌ حُنَفَاءُ نَسْجُدُ بُكْرَةً وأَصِيلًا
عَرَبٌ نَرَى لِلّٰهِ مِنْ أَمْوَالِنَا حَقَّ الزكَاةِ مُنَزَّلًا تَنْزِيلًا
قَوْمٌ على الإسلامِ لَمَّا يَمْنَعُوا مَاعُونَهُمْ وَيُضَيِّعُوا التهليلا

اے رحمٰن کے خلیفہ! ہم ایسے لوگ ہیں جنہوں نے باطل کو چھوڑ کر حق کو اپنا لیا ہے، ہم صبح و شام سجدہ کرتے ہیں، ہم عرب ہیں، ہم اللہ تعالیٰ کے لیے اپنے اموال میں زکوٰۃ کا حق لازمی سمجھتے ہیں۔ ہم مسلمان ہیں، جب وہ زکوٰۃ واطاعت سے رکتے ہیں اور لا الہ الا اللہ کو ضائع کرتے ہیں۔

ان اشعار سے ماعون سے مراد زکوٰۃ ہے۔

ادھار چیز

(۵) ماعون سے مراد ادھار چیز ہے؛ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بھی مروی ہے۔

ہر نیکی

(۶) ہر نیکی مراد ہے جو لوگ باہم ایک دوسرے سے کرتے ہیں (2)؛ یہ محمد بن کعب اور کلبی کا قول ہے۔

پانی اور گھاس

(۷) اس سے مراد پانی اور گھاس ہے۔

پانی

(۸) صرف پانی مراد ہے۔ فراء نے کہا: میں نے ایک بدو کو کہتے ہوئے سنا وہ ماعون سے مراد پانی لے رہا تھا۔ اس بارے میں نے یہ مصرع سنایا:

يَمُجُّ صَبِيرُهُ الماعونَ صَبًّا

اس کا بادل موسلا دھار پانی برسا رہا تھا۔

1۔ زاد المسیر، جلد 8، صفحہ 330
2۔ ایضاً

حق کو روکنا

(۹) اس نے حق روکا؛ یہ حضرت عبداللہ بن عمر کا قول ہے۔

منافع میں سے تھوڑی سی چیز

(۱۰) اموال کے منافع میں سے تھوڑی سی چیز۔ یہ معن سے ماخوذ ہے جس کا معنی قلیل ہے؛ یہ طبری اور حضرت ابن عباس کا قول ہے۔

قطرب نے کہا: ماعون کا اصل معنی قلت ہے معن سے مراد تھوڑی چیز ہے عرب کہتے ہیں: مالہ سعنة ولا معنة نہ اس کے پاس زیادہ نہ کم۔ اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ، صدقہ اور اس جیسی چیزوں کو ماعون قرار دیا کیونکہ یہ کثیر میں سے تھوڑی چیز ہوتی ہے لوگوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ ماعون کی اصل معونة ہے الف، ھاء کے عوض میں ہے؛ یہ جوہری نے بیان کی ہے۔ ابن عربی نے کہا: ماعون یہ اعان، یعین سے مفعول کا وزن ہے۔ عون سے مراد ایسی امداد ہے جو قوت، آلات اور امر کے اسباب میسرہ کے ساتھ ہو۔

طاعت وانقیاد

(۱۱) اس سے مراد طاعت وانقیاد ہے۔ اخفش نے فصیح اعرابی سے یہ قول نقل کیا ہے: اگر ہم اترے تو میں تیری اونٹنی کے ساتھ ایسا معاملہ کروں گا تو وہ اونٹنی تجھے اختیار عطا کرے گی (1)۔

راجز نے کہا:

مَتٰی تصادِفْھُنّ فی الْبرِینِ یَخْضعن أو یُعطِین بالماعون

جب تو انہیں ان حلقوں سے پکڑے گا جوان کے ناک میں ہیں تو وہ عاجزی کریں گی یا تیری اطاعت کریں گی۔

ایک قول یہ کیا گیا ہے: اس کا معنی ہے جس کا روکنا حلال نہیں ہوتا جس طرح پانی، نمک اور آگ، کیونکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں نے عرض کی یا رسول اللہ! وہ کون سی چیز ہے جس کا روکنا حلال نہیں؟ فرمایا: ''پانی، آگ اور نمک'' (2)۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! یہ تو پانی ہوا، یہ آگ اور نمک کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا: ''اے عائشہ! جس نے آگ دی گویا اس نے وہ تمام کھانا صدقہ کیا جو اس آگ کے ساتھ پکایا گیا، جس نے نمک دیا گویا اس نے وہ تمام کھانا صدقہ کیا جس کے ساتھ اس کھانے کو لذیذ بنایا گیا، جہاں پانی پایا جاتا ہے وہاں اس نے ایک دفعہ پانی پلایا گویا اس نے ساٹھ غلام آزاد کیے اور جس نے وہاں پانی پلایا جہاں پانی نہیں ملتا تو گویا اس نے ایک نفس کو زندہ کیا اور جس نے ایک نفس کو زندگی دی (اس کو مرنے سے بچایا) تو گویا اس نے تمام انسانوں کو بچایا''۔ یہ روایت ثعلبی نے اپنی تفسیر میں ذکر کی ہے اور ابن ماجہ نے اسے

1۔ احکام القرآن لابن العربی، جلد 4، صفحہ 1984

2۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الصدقات، باب المسلمون شرکاء فی ثلاث، صفحہ 180۔ ایضاً، حدیث نمبر 2464، ضیاء القرآن پبلی کیشنز

سنن میں روایت کیا ہے۔ اس کی سند میں ضعف ہے۔ یہ بارہواں قول ہے۔ ماوردی نے کہا: یہ احتمال موجود ہے کہ اس سے مراد ایسی معرفت ہے جس کا کرنا آسان ہو جب کہ اللہ تعالیٰ نے اسے ذی شان بنا دیا (1)۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ عکرمہ جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام تھے سے کہا گیا: جس نے اپنے سامان میں سے کوئی چیز دینے سے انکار کیا اس کے لیے ہلاکت ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: نہیں بلکہ جس نے تین چیزوں کو جمع کیا اس کے لیے ہلاکت ہے (۱) نماز کو ترک کرنا (۲) ریاکاری کرنا اور (۳) ضرورت کی چیزوں میں بخل کرنا۔

میں کہتا ہوں: منافقین کے بارے میں اس آیت کا ہونا زیادہ مناسب اور موزوں ہے کیونکہ انہوں نے تینوں اوصاف کو جمع کیا، نماز ترک کرنا، ریاکاری کرنا اور مال میں بخل کرنا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَ اِذَا قَامُوْۤا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَ لَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ (النساء) جب وہ نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو سستی سے کھڑے ہوتے ہیں وہ لوگوں کے لیے دکھلاوا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتے مگر تھوڑا سا ذکر کرتے ہیں۔ وَ لَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَ هُمْ كٰرِهُوْنَ ۝ (توبہ) وہ مال خرچ نہیں کرتے مگر ناپسند کرتے ہوئے۔ یہ ان کے احوال ہیں اور یہ بہت ہی بعید ہے کہ کسی سچے مسلمان سے یہ افعال صادر ہوں۔ اگر ان میں سے کچھ پایا جائے تو اسے کچھ توبیخ (شرمندگی) بھی لاحق ہوگی۔ یہ ماعون کو روکنے کی بنا پر ہوگی جب وہ متعین ہو جائے جس طرح نماز جب مومن اس کو ترک کرے۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ یہ روکنا مروت میں قبیح روکنا ہوگا جب کہ ضرورت نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

1۔ تفسیر ماوردی، جلد 6، صفحہ 353